ابن زید کہتے ہیں

"تاویل الاحادیث سے مراد علم وحکمت ہے"[1]

یعنی علم وبصیرت کی ایسی قوت پیدا ہو کہ معاملات کی کُنہ تک پہنچ جائے، بات کے مطلب اور مآل کو پالے، امور ومہمات کے بھیدوں کا روشناس بن جائے غرض ہر الجھی ہوئی گتھی کو اس طرح سلجھا دے کہ ساری باتوں کی کل درست ہو جائے۔

قیادت کی صلاحیت کے لئے دماغی وجسمانی قابلیت کی ضرورت ہے نہ کہ مال ودولت اور نسل وخاندان کا شرف

جو لوگ مال ودولت کی وسعت اور خاندان کی شرافت میں قیادت کی صلاحیت دیکھتے تھے درج ذیل آیت میں اللہ نے ان کی تردید فرمائی اور اس کے لئے دو چیزیں ضروری قرار دیں (۱) علم کی قوت (۲) اور جسم کی قوت (دماغی وجسمانی قابلیت)

وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم $\frac{۲}{۲۴۸}$ اللہ نے علم اور جسم دونوں میں طالوت کو وسعت دی۔

ظاہر ہے کہ یہاں علم سے مراد کوئی خاص اصطلاحی علم نہیں ہے بلکہ کام کی مناسبت سے عقل وذہانت فہم وتدبیر وغیرہ مراد ہیں اسی طرح جسم سے اُس کی لمبائی چوڑائی سے بحث مقصود نہیں ہے بلکہ صورت وسیرت کا اعتدال اور اندرونی قویٰ کی پختگی ومضبوطی مراد ہے۔

اسی بنا پر فخر الدین رازیؒ نے ان دونوں سے وہ کمالات حقیقیہ مراد لیے ہیں جو جوہر انسانی کو حاصل ہوتے ہیں[2] انبیاء کے تذکرہ میں بھی علم کا ذکر آتا ہے اور بعض کو بچپن ہی میں علیم کا خطاب ملا ہے مثلاً

وبشروہ بغلام علیم $\frac{۵}{۲۸}$ انا نبشرک بغلام علیم $\frac{۱۵}{۵۳}$ اس سے بھی علمی قوت اور ذکاوت وذہانت ہی وغیرہ مراد ہیں کیوں کہ وحی کا علم تو بعد میں حاصل ہونا تھا۔

یہ دیکھا گیا ہے کہ نفسیاتی طور پر انسان کی ظاہری ساخت اور صورت شکل کا بھی کافی اثر

---

[1] تفسیر خازن ج ۳ [2] تفسیر کبیر صفحہ ۲۸۹